© rasailojaraid.com

اسلام کا نظامِ معیشت

محمد رفیق چودھری

اَمیروں کے مال میں غریبوں کا حق

قرآن وحدیث کی روشنی میں

اسلام واحد دین ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھا ہے اور اُن کے بارے میں کامل رہنمائی دی ہے۔ دین اسلام کے سوا دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنی تعلیمات کے لحاظ سے اس قدر جامع اور ہمہ گیر ہو کہ اس میں روحانیت، اخلاق، معاشرت، معیشت اور سیاست سے متعلق مکمل تعلیم ورہنمائی پائی جاتی ہو۔

معاش بھی انسانی زندگی کا اہم مسئلہ ہے۔ اس کے حل کے لئے اسلام نے ہمیں بہترین نظامِ معیشت دیا ہے جس کے ذریعے نہ صرف انسانوں کی تمام بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہیں بلکہ وہ ایک خوشحال زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو معاشی دوڑ میں کسی طرح پیچھے رہ جاتے ہیں، ان ناداروں، حاجت مندوں اور معذوروں کی کفالت کے لئے اسلام نے دولت مندوں کے مال میں ایک مقررہ حق اور حصہ رکھ دیا ہے۔

اگر ہم قرآنِ مجید میں اس پہلو سے غور کریں کہ اس نے مال داروں کے مال میں ناداروں کے لئے کیا کچھ رکھا ہے، تو ہمیں درج ذیل قرآنی احکامات ملتے ہیں :

- قرآن میں اغنیا کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مال کا ایک حصہ غریب حاجت مندوں پر صرف کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہی متقی لوگ بہشت کے باغوں میں اور چشموں کے کناروں پر عیش سے رہیں گے جن کے مال کا ایک حصہ دنیا میں غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ ہوتا تھا:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَفِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمُحْرُوْمِ﴾

''بے شک پرہیزگار لوگ بہشتوں اور چشموں میں عیش کریں گے...... اُن کے مال میں مانگنے

© rasailojaraid.com

والے اور نہ مانگنے والے محتاج کا حصہ ہوتا تھا۔'' (الذاریات: ۱۵تا۱۹)

◉ دوسرے مقام پر فرمایا کہ جو دولت مند اپنی دولت کا ایک حصہ حاجت مندوں کی کفالت پر خرچ کرتے ہیں، وہ اعزاز و اِکرام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے:

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ. اُوْلٰئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ﴾ (المعارج: ۲۴،۲۵،۳۵)

''اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے، مانگنے والے کا بھی اور نہ مانگنے والے محتاج کا بھی ...... وہی لوگ جنت کے باغوں میں عزت و اکرام کے ساتھ رہیں گے۔''

◉ ارشاد ہوا کہ مسلمانوں کو جہاں اپنے والدین اور دوسرے عزیز و اقارب پر اپنا مال خرچ کرنا ہے، وہاں یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں مسافروں کو بھول نہیں جانا بلکہ اُن پر بھی اپنے مال کا کچھ حصہ ضرور صرف کرنا ہے:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

''اے نبیؐ! لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ اپنا مال کہاں خرچ کریں؟ آپ ؐکہہ دیں کہ جو مال خرچ کرو وہ والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو، اور تم جو بھلائی بھی کرو گے، اللہ اُسے جانتا ہے۔'' (البقرۃ: ۲۱۵)

◉ یہ بھی فرمایا کہ اپنی ضروریات سے زائد سارے کا سارا مال غریبوں اور ناداروں پر صَرف کردینا چاہئے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ.﴾ (البقرۃ: ۲۱۹)

''اے نبیؐ! لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کون سا مال خرچ کریں؟ آپ ؐکہہ دیں کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔''

◉ مالِ زکوٰۃ کے مصارف میں سب سے پہلا حصہ غریبوں اور حاجت مندوں ہی کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے:

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ

© rasailojaraid.com

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبہ:٦٠)

''صدقات یعنی زکوٰۃ خرچ ہو، ناداروں پر،محتاجوں پر، عاملین زکوٰۃ پر، اُن پر جن کی تالیف قلب مقصود ہے، غلاموں کو آزاد کرانے پر، قرضداروں پر، اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر۔ یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔''

◉ زمینی پیداوار کی زکوٰۃ جسے عُشر کہا جاتا ہے اس کے لئے قرآن نے جو 'حق' کا لفظ استعمال کیا ہے، اس مال میں بھی ناداروں کا حصہ شامل کردیا گیا ہے:

﴿وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (الانعام:١٤١)

''اور وہی اللہ ہے جس نے باغ پیدا کئے جو سہارے پر چڑھائے ہوتے ہیں اور بغیر سہاروں کے بھی ہوتے ہیں اور کھجور اور کھیتی بھی جن میں طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں اور زیتون اور انار بھی جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور غیر مشابہ بھی ہوتے ہیں۔ جب یہ چیزیں پھل دیں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن فصل حاصل کرو تو اس کا حق (حصہ) بھی ادا کرو۔ اور فضول خرچی نہ کرو۔ اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

◉ مالِ فئے یعنی کفار کا وہ مال جو بغیر جنگ لڑے مسلمانوں کے ہاتھ لگے، اس میں بھی غریبوں، مسکینوں کا حصہ رکھا گیا ہے تاکہ کہیں ارتکازِ دولت نہ ہو بلکہ مال و دولت گردش میں رہے اور سب اس سے مستفید ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾

''جو مال اللہ نے اپنے رسولؐ کو بستیوں والوں سے بطورِ فئے دلوایا ہے، اس میں حق ہے اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا اور رسولؐ کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا۔ تاکہ گردشِ دولت صرف تمہارے مال داروں ہی میں محدود نہ رہے۔'' (الحشر:٧)

◉ وہ لوگ جو معاشرے کی اجتماعی خدمت پر مامور ہوں اور اس مصروفیت کی وجہ سے وہ اپنی معاش کے حصول کے لئے جدوجہد نہ کرسکیں، ایسے 'سفید پوش' حاجت مندوں کے لئے قرآن مجید نے خاص طور پر حکم دیا ہے کہ مالدار لوگ ان پر بھی اپنا مال خرچ کیا کریں، کیونکہ وہ

© rasailojaraid.com

کسی سے مانگنا پسند نہیں کرتے :

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ (البقرۃ:۲۷۳)

''اور اُن ضرورت مندوں پر بھی خرچ کرو جو اللہ کی راہ میں مشغول بیٹھے ہیں اور زمین میں چل پھر کر اپنی معاش کا بندوبست نہیں کرسکتے، ناواقف آدمی اُنہیں خوشحال سمجھتا ہے، کیونکہ وہ کسی سے مانگتے نہیں۔ تم اندازے سے اُن کو صاف پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔ اور تم جو کچھ خرچ کروگے اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

◉ فرمایا غریبوں اور ناداروں پر صدقہ وخیرات کرنا علانیہ بھی جائز ہے، لیکن پوشیدہ طور پر خرچ کرنا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اس طرح ریاکاری کا شائبہ نہیں رہتا۔

﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (البقرۃ:۲۷۱)

''اگر تم صدقہ وخیرات علانیہ طور پر دو تو یہ بھی درست ہے، لیکن اگر پوشیدہ طور پر حاجت مندوں کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اس سے اللہ تمہارے گناہ دور کردے گا اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔''

◉ یہ بھی فرمایا کہ مالداروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ جب اللہ کی راہ میں مال خرچ کریں اور حاجت مندوں کو دیں تو گھٹیا اور ناقص قسم کا مال دینے کا قصد نہ کریں، بلکہ اچھی قسم کا مال دیا کریں، کیونکہ غربا کے حق کی ادائیگی اسی صورت میں بہتر طور پر ہوسکتی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾ (البقرۃ:۲۶۷)

''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی اور زمینی پیداوار میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو۔ اور گھٹیا یا ناقص چیز دینے کا قصد نہ کرو کہ اگر وہی چیز تمہیں دی جائے تو نہ لو، سوائے اس کے کہ آنکھیں بند کرکے لے لو۔ اور جان رکھو کہ اللہ بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

◉ بلکہ فرما دیا کہ تم نیکی کے درجے اور دینداری کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتے تاوقتیکہ اپنا پسندیدہ مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو:

﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آلِ عمران:۹۲)

''تم اسوقت تک نیکی اور بھلائی نہیں پا سکتے جب تک اپنا پسندیدہ مال اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔''

◉ یہ بھی فرمایا کہ دولت مندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دین اسلام کی ایک اہم گھاٹی (عقبہ) کو عبور کریں اور وہ گھاٹی ہے غلاموں کو آزاد کرنا، رشتہ دار یتیموں اور خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلانا:

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۞ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ۞ فَكُّ رَقَبَةٍ ۞ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۞ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۞ اَوْمِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (البلد:۱۱تا۱۶)

''مگر اس نے گھاٹی کو عبور نہ کیا اور تم کیا سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی غلام کی گردن چھڑانا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا، یتیم رشتہ داروں کو، یا خاک نشین محتاج کو۔''

◉ ارشاد ہوا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور ان کا مطمع نظر صرف اللہ کی رضا کا حصول ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو اللہ کے ہاں اُن کی ہر نیکی پر کم از کم سات گنا اجر ملے گا:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرۃ:۲۶۱)

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے مال کے ثواب کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک دانہ ہو؛ اس سے سات بالیاں اُگیں اور ہر ایک بالی میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس کے مال کے ثواب کو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔ وہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔''

﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ (الدہر:۹)

''ہم تمہیں اللہ کی رضا کی خاطر کھلا رہے ہیں، نہ تم سے صلہ مانگتے ہیں اور نہ یہ کہ تم ہمارا شکر ادا کرو۔''

یہ بھی فرما دیا کہ جو لوگ ریا کاری کے ساتھ یا کسی پر احسان جتانے کی غرض سے اپنا مال

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

خرچ کرتے ہیں، وہ کسی اجر وثواب کے مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ ریاکاری کا تعلق ایمان سے نہیں ہے بلکہ کفر ومنافقت سے ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاۙ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (البقرۃ:۲۶۴)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات وخیرات کو برباد نہ کرو کسی پر احسان کر کے اور اُسے تکلف پہنچا کر۔ جیسے کوئی شخص لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہے، اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ اسی طرح ریاکاروں کا انفاق بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

- یہ بھی ارشاد ہوا کہ جو مالدار لوگ یتیموں مسکینوں کا خیال نہیں رکھتے، وہ دولت کے حریص اور پجاری ہیں، ایسے لوگوں کا دین وایمان سے کوئی واسطہ نہیں:

﴿كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَۙ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِۙ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّاۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّاؕ﴾ (الفجر:۱۷تا۲۰)

''ہرگز نہیں بلکہ تم یتیموں کا خیال نہیں رکھتے اور نہ کسی مسکین کے لیے کسی کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور خود وراثت کا مال اکٹھا کر کے ہڑپ کر جاتے ہو اور مال سے بہت ہی محبت کرتے ہو۔''

سورۂ ماعون میں ایسے شخص کو آخرت کا منکر کہا گیا جو من جملہ اور باتوں کے یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پھر ریاکاروں کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کے لئے بھی ہلاکت وبربادی کا انجام بتایا گیا جو دوسروں کو استعمال کی معمولی چیز عاریۃً بھی نہیں دیتے۔

ان قرآنی تعلیمات واحکامات کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کے مال میں غریبوں کا حق رکھا ہے جسے بہرصورت ادا ہونا چاہئے۔

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.co

متعلقہ احادیث

◉ رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور سنت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اغنیا کے مال میں غریبوں اور ناداروں کا حصہ ہوتا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں:

قال رسول الله ﷺ: «إن الله عزوجل يقول يوم القيامة: يابن آدم! استطعمتُك فلم تطعمني قال: يا ربّ وكيف أطعمك؟ وأنت ربّ العٰلمين؟ قال: أما علمت أنه استطعمك عبدي فلان فلم تطعمه أما علمت أنك لو أطعمته لوجدت ذلك عندي. يا ابن آدم! استسقيتك فلم تسقني قال: يا رب كيف أسقيك وأنت رب العٰلمين؟ قال استسقاك عبدي فلان فلم تسقه أما انك لو أسقيته وجدت ذلك عندي» (صحیح مسلم: ۲۵۶۹)

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن کہے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے نہیں کھلایا۔ تو وہ کہے گا کہ اے میرے ربّ! میں تجھے کیسے کھلاتا جب کہ تو سب لوگوں کی پرورش کرنے والا ہے۔ اللہ کہے گا: کیا تجھے خبر نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا، لیکن تو نے اُسے نہیں کھلایا؟ کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اسے کھلاتا تو اپنے کھلائے ہوئے کھانے کو میرے ہاں پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے نہیں پلایا، تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں تجھے کیسے پلاتا جبکہ تو خود ربّ العٰلمین ہے۔ اللہ کہے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا، لیکن تو نے اُسے پانی نہیں دیا، اگر تو اسے پانی پلاتا تو وہ پانی میرے ہاں پاتا۔''

یہ حدیثِ قدسی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ خاص طور پر اللہ کو اپنے غریب اور نادار بندے کتنے عزیز ہیں کہ ان کے حق کو اللہ نے اپنا حق قرار دیا ہے اور قیامت کے دن اس کی باز پُرس رکھی ہے۔ اس لئے بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا بڑے اَجر وثواب کا کام ہے، اس سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح ہر محروم اور نادار کے لئے خوشحال لوگوں کے مال میں حصہ رکھ دیا گیا ہے:

﴿أَرَءَيْتَ الَّذِى يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۞ فَذَٰلِكَ الَّذِى يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۞ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۞ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۞ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۞ الَّذِينَ

© rasailojaraid.com

هُمْ يُرَآءُونَ ۞ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ (سورۃ الماعون)

''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو آخرت کا انکار کرتا ہے۔ وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے، کسی مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے لوگوں کو ترغیب نہیں دیتا۔ تو ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو نماز سے غافل رہتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور کسی کو برتنے کی معمولی چیز عاریۃً بھی نہیں دیتے۔''

◉ خود نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ضمناً عام مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ کسی یتیم کو نہ ڈانٹیں اور کسی سائل کو ہرگز نہ جھڑکیں بلکہ بھلے طریقے سے برتاؤ کریں اور رخصت کردیں:

﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۞ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (الضحیٰ:۹،۱۰)

''تو آپ ﷺ کسی یتیم پر ستم نہ کریں اور کسی مانگنے والے کو ہرگز نہ جھڑکیں۔''

◉ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

«أفضل الصدقة أن تشبع كبدًا جائعًا» (شعب الایمان:۳۳۶۷)

''بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کو پیٹ بھر کھلائے۔''

◉ گویا بھوکے کو کھانا کھلانا بہترین صدقہ ہے۔ یہ حدیث بھی ظاہر کرتی ہے کہ اغنیا کے مال میں ناداروں کا حق ہے۔ پھر وہ نادار اور محرومِ معیشت لوگ جو کسی کے سامنے دامنِ سوال نہیں پھیلاتے مگر حاجت مند ہوتے ہیں، ان کے بارے میں دولت مندوں کو تاکید کی کہ اُن کی ضروریات کا خیال رکھیں:

قال النبيﷺ: «ليس المسكين الذي يطوف على الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان ولكن المسكين الذي لا يجد غنى يغنيه ولا يفطن له فيتصدق عليه ولا يقوم فيسأل الناس»(بخاری:۱۴۷۹و مسلم:۱۰۳۹)

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے دروازے کا چکر لگاتا ہے اور لقمہ دو لقمے اور کھجور دو کھجور لے کر لوٹتا ہے، مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہیں رکھتا کہ اپنی ضروریات پوری کرے اور اس کی غربت کو لوگ سمجھ نہیں پاتے کہ اسے صدقہ دیں اور نہ ہی وہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلاتا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

قرآن مجید میں بھی ایسے 'سفید پوش' کی ضروریات پر اغنیا کو توجہ دلائی گئی ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۷۳ جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے، میں ایسے ہی لوگوں پر صدقہ و خیرات کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اس حدیث میں بھی ان لوگوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے، کیونکہ عام مانگنے والے تو دوسروں سے مانگ کر اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں، لیکن نہ مانگنے والے محروم لوگ زیادہ حاجت مند ہوتے ہیں، اس لئے قرآن و حدیث میں ان کے بارے میں خصوصی حکم دیا گیا ہے۔

◉ ایک حدیث میں سائل و نادار کو خالی ہاتھ لوٹانے سے منع کیا گیا ہے۔ جو کچھ میسر ہو سائل کو دیا جائے خواہ وہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو، فرمانِ نبویؐ ہے:

«ردوا السائل ولو بظلف محرق» (نسائی:۲۵۶۶)

''سائل کو کچھ دے کر ہی واپس کرو خواہ جلا ہوا کُھر ہی کیوں نہ ہو۔''

◉ اسلام میں جہاد بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے، لیکن جو شخص بیواؤں اور مسکینوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے، اُسے بھی مجاہد کہا گیا ہے اور اس کی اس تگ وتاز کو جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک حدیث نبویؐ میں ہے کہ

«الساعی علی الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله... كالقائم الذي لا يفتر وكالصائم الذي لا يفطر» (بخاری:۶۰۰۷ و مسلم:۲۹۸۲)

''بیواؤں اور مسکینوں کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا شخص اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے ... اور اس شخص کی طرح ہے جو رات بھر اللہ کے حضور کھڑا رہتا ہے اور تھکتا نہیں اور اس روزے دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا یعنی لگاتار روزے رکھتا ہے۔''

اس حدیث میں اس شخص کو جو مسکینوں اور بیواؤں کی حاجات پوری کرتا ہے، مجاہد کا درجہ دیا گیا ہے اور اس کے اجر کو قیام اللیل کرنے والے اور صائم الدہر شخص کے اجر و ثواب کے برابر قرار دیا۔

◉ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اغنیا کے مال میں غریبوں کے حق پر طویل گفتگو فرمائی ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ

بینما نحن في سفر مع النبی إذ جاء ہ رجل علی راحلة له فجعل یصرف

© rasailojaraid.com

بصره يمينا وشمالا فقال رسول الله ﷺ «من كان معه فَضْلُ ظَهْر فَلْيَعُدْ به على من لاظهر له ومن كان له فضل من زاد فليَعُدْ به على من لا زاد له» قال فذكر من أصناف المال حتى رأينا انه لاحق لأحد منا في الفضل .

''ایک دفعہ جب ہم نبی کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی اونٹنی پر سوار ہوکر آیا، اس نے دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی زائد سواری ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی سواری اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس شخص کے پاس زائد کھانا ہو تو اسے ان لوگوں کو دے دینا چاہیئے جن کے پاس کھانا نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے مال کی بہت سی قسمیں گنوائیں یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ ہم میں سے کسی کا زائد از ضرورت مال میں کوئی حق نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم:۱۷۲۸)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ زائد از ضرورت چیزیں اُس رفیقِ سفر کو دے دینی چاہئیں جو ان سے محروم ہے اور ضرورت مند ہے۔ چنانچہ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ نے اسی کے مطابق یوں عمل فرمایا کہ سواروں کو حکم دیا کہ وہ پیدل لوگوں کو بھی باری باری اپنی سواری پر سوار کرائیں اور اسی طرح جن کے پاس زادِ راہ نہیں تھا، اُن کی خاطر سارا زادِ راہ جمع فرمایا تھا اور پھر ہر ایک میں برابر برابر تقسیم فرما دیا۔

◉ ایک اور حدیث میں ہے جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

«تكون إبل للشياطين وبيوت للشياطين فأما إبل الشياطين فقد رأيتها يخرج أحدكم بجنيبات معه قد أسمَنَها فلا يعلو بعيرًا منها ويَمرُّ بأخيه قد انقطع به فلا يحمله وأما بيوت الشياطين فلم أرها» (ابوداؤد:۲۵۶۸)

''کچھ اونٹ شیطانوں کا حصہ ہوتے ہیں۔ کچھ گھر شیطانوں کا حصہ ہوتے ہیں۔ شیطانوں کے اونٹ تو میں نے دیکھے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ بہت سی اونٹنیاں لے کر نکلتا ہے اور اُنہیں خوب موٹا تازہ کر رکھا ہوتا ہے اور ان میں سے کسی پر سواری نہیں کرتا اور وہ اپنے بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو بغیر سواری کے ہے، تو اسے اپنی اونٹنیوں پر سوار نہیں کرتا اور رہے شیطانوں کے گھر تو اُنہیں میں نے نہیں دیکھا۔''

اس حدیث میں دو اہم باتیں فرمائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ جو لوگ زائد سواریاں رکھتے ہیں مگر

© rasailojaraid.com

ضرورت مندوں اور پیدل لوگوں کو ان پر سوار ہونے کا موقع نہیں دیتے تو ان کی یہ سواریاں 'شیطان کی سواریاں' ہیں۔

دوسرے یہ فرمایا کہ وہ مکانات جنہیں لوگ بلاضرورت محض دولت کی نمائش کے لئے بناتے ہیں اور اُن میں غریبوں کو رہنے کا حق نہیں دیتے تو وہ 'شیطانوں کے گھر' ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے میں اس طرح کے نمائشی مکانات نہیں تھے، لیکن آج ہمارے زمانے میں ایسے بہت سے ہیں۔ ایک ہی شخص بلا کسی حقیقی ضرورت کے کئی شہروں میں اپنی کوٹھیاں اور مکانات بنالیتا ہے اور نہ خود ان میں رہتا ہے، نہ کسی اور کو رہنے دیتا ہے۔

◉ حضرت ابو موسیٰؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ

«أطعمو الجائع وعودوا المريض و وفكوا العاني» (صحیح بخاری:۵۶۴۹)

''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کی رہائی کا بندوبست کرو۔''

اس حدیث میں تین اُمور بیان فرمائے گئے ہیں: بھوکے کو کھانا کھلانا، بیمار کی عیادت کرنا، اور غلاموں کو آزاد کرنا۔ بھوکے کو کھانا کھلانے کا حکم دیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ صاحب ثروت لوگوں کے مال میں ناداروں اور بے کسوں کا حصہ رکھ دیا گیا ہے اور یہ حصہ پہنچانے کا اہتمام ضروری ہے۔

◉ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا جو حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ

«والذي نفسي بيده لا يؤمن عبد حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه»

(بخاری:۱۴ و مسلم:۴۵)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی شخص ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

گویا ایمان کا معیار یہ قرار پایا کہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند کرنا جو آدمی اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ جو مکان، لباس اور غذا ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں، اُسی طرح کا مکان، لباس اور غذا ہمیں دوسروں کے لئے بھی پسند کرنا چاہئے اور اگر وہ مفلوک الحال ہیں تو یہ چیزیں ان کو مہیا کی جانی چاہیے۔

© rasailojaraid.co

◉ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ ایسے شخص پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا:

«لا یرحم الله من لا یرحم الناس » (بخاری:۷۳۷۶ ومسلم:۲۳۱۹)

''اللہ اُس پر رحم نہیں کرتا جو دوسرے لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''

اس حدیث کو نقل کر کے علامہ ابن حزم نے المُحلیٰ میں لکھا ہے کہ

ومن کان علی فضلة ورأى المسلم أخاه جائعا عریان ضائعا فلم یغثه فما رحمه بلا شك (ج۴/ص۱۷۵)

''جس شخص کے پاس زائد از ضرورت چیز ہو اور وہ اپنے مسلمان بھائی کو بھوکا ننگا دیکھے مگر اُسے کچھ نہ دے تو اس نے بلا شبہ اس پر کوئی رحم نہیں کیا۔''

◉ اصحابِ صفّہ کے بارے میں حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو عام ہدایت دے رکھی تھی کہ ان کی ضروریات کا خاص خیال رکھیں۔ اس سلسلے میں آپؐ کا یہ ارشاد بہت اہم ہے جسے حضرت ابوبکرؓ نے روایت کیا ہے کہ

«من کان عنده طعام اثنین فلیذهب بثالث، ومن کان عنده طعام أربعة فلیذهب بخامس أو سادس» (مسند احمد:۱/۱۹۸)

''جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو اُسے چاہئے کہ وہ تیسرے کو بھی لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو اُسے چاہئے کہ پانچویں یا چھٹے بھوکے فرد کو بھی اپنے ہاں لے جائے۔''

اور یہ بھی احادیث و تاریخ سے ثابت ہے کہ اہل مدینہ جن میں انصار اور مہاجرین سب شامل تھے نے اصحابِ صفّہ کی تمام بنیادی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کر رکھا تھا، کیونکہ اُن کے سامنے حضور ﷺ کے احکامات تھے۔

◉ اسی سلسلے کی ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے عام مسلمانوں کو بھی ہدایت فرمائی ہے کہ ہر شخص اپنے کھانے میں دوسرے کو بھی شریک کر لے۔ یہ گویا خوشحال لوگوں کے مال میں ناداروں کا حق ہوا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ

«طعام الواحد یکفي الإثنین» (صحیح مسلم:۲۰۵۹)

''ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہے۔''

گویا ہر کھانا رکھنے والے کے کھانے میں بھوکے شخص کا حصہ ہے۔ جس اسلام نے غریبوں

© rasailojaraid.com

اور ناداروں کا اس حد تک خیال رکھا ہے، افسوس کہ بعض کم سواد اُسے بھی سرمایہ داروں کا دین کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔

◉ ایک اور حدیث میں ہے کہ مؤمن وہ نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور سو جائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے:

«ليس المؤمن بالذي يشبع وجاره جائع إلى جنبه» (مسند ابو یعلی:۲۶۳۸)

''وہ شخص مؤمن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔''

◉ غریبوں اور ناداروں کی ضروریات پوری کرتے وقت امیروں کو ریا کار اور نمائش سے روکا گیا ہے اور ہدایت کی گئی کہ اس حال میں خرچ کرو کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ

«حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه» (رقم:۶۶۰)

''یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔''

اَقوالِ صحابہ کرامؓ

اس سلسلے میں بعض جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

إن الله تعالى فرض على الأغنياء في أموالهم بقدر ما يكفى فقراء هم فان جاعوا أو عروا وجهدوا فبمنع الأغنياء وحق على الله تعالىٰ أن يحاسبهم يوم القيامة ويعذبهم عليه» (محلّی از ابن حزم:۱۵۸/۶)

''اللہ تعالیٰ نے دولت مندوں کے مال میں ناداروں کے لئے ایک حصہ لازمی طور پر رکھا ہے۔ لہٰذا غریبوں کو حق حاصل ہے کہ اپنی بھوک اور برہنگی کو دور کرنے کے لئے دولت مندوں سے بقدرِ ضرورت مال حاصل کرکے رہیں۔ ایسے سرمایہ دار جو دوسروں کی ضروریات کا خیال نہ رکھیں، اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُن سے قیامت کے روز باز پُرس کرے اور اُنہیں عذاب دے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ غریب اور نادار لوگ دولت مندوں کے مال میں سے اپنی ضروریات کے لئے مال حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر دولت مند رضا مندی سے اُن کا حق دیں تو بہتر ورنہ مسلم حکومت اُن سے زبردستی بھی لے کر دے سکتی ہے۔